قولِ فیصل

شمس سبزواری ملتانی کے عقائد ونظریات

اور

ملفوظاتِ خواجہ غلام فرید پر ایک نظر

مصنف

زینت اہل سنت زین المشائخ، حضرت

پیر طریقت مولانا پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی مدظلہ العالی

IDARA ZAINUL ISLAM

ادارہ: زین الاسلام

ادارہ زین الاسلام حیدرآباد

0313-8064000

سلسلہ اشاعت نمبر 12

☆ نام کتاب : قول فیصل

☆ نام مؤلف : صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

☆ کمپوزنگ : الزینب کمپوزرس (کھوکھر محلہ حیدرآباد)

☆ پروف ریڈنگ : محمد انصار زینی قادری

☆ ناشر : ادارہ زین الاسلام حیدرآباد

☆ طباعت : الزینب پرنٹنگ پریس کھوکھر محلہ حیدرآباد

☆ اشاعت اوّل : ایک ہزار (دسمبر 2017ء)

☆ ہدیہ : 30 روپے

......ملنے کا پتہ......

☆ پرائم کمیونیکیشن، صدر، حیدرآباد 022-2731600

☆ جنید پروا الیکٹرک اسٹور چھوٹی گٹی حیدرآباد 022-2613838

☆ سہروردی فارما، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد 022-3640307

☆ بھٹائی بک ہاؤس، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

☆ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، شاہراہ مفتی خلیل خان برکاتی، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

☆ مکتبہ سخی سلطان، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد ☆ مکتبہ گلزار بدیع، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

☆ مدینہ پبلشنگ کمپنی، نزد لائٹ ہاؤس سینما ایم اے جناح روڈ، کراچی

☆ مکتبہ فریدی، اُردو بازار، کراچی 021-32628273

☆ مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر اُردو بازار، کراچی

☆ مکتبہ بابا فرید چوک پاکپتن شریف

☆ مکتبہ غوثیہ رضویہ شاہدرہ اسٹیشن لاہور

☆ مکتبہ اشرفیہ مرید کے شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی علٰی سَیِدِنَا مُحمدِ نِ الَّذِیْ زَیَّنَ اللّٰہ اَسَارِیْر وَجْہِ اٰدَمَ بِاَشِعَّتِہٖ

دو حرف

حضور زینت اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کا اُصول ہے کہ حق کا بول بالا ہو اور حق و باطل کے درمیان میں حد فاصل قائم رکھی جائے، ان کو خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ حق و باطل کو ملانے سے اسلام کی تعلیمات کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور ملت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے آپ نے ''سندھ کے دو مسلک:'' کی طرح یہاں بھی

1. پیر شمس سبزواری ملتانی کے متعلق مقالہ تحریر فرما کر حقائق واضح کر کے بہت سوں کا بھلا ہوا۔ یہ مقالہ ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی کے شمارہ فروری 2012ء/ 1433ھ میں پہلی مرتبہ شایع ہوا۔ ایڈیٹر سے سینکڑوں لوگوں نے رابطہ کیا، مسرت و حیرانی کا اظہار کیا، اس کے بعد یہی مقالہ ادارہ زین الاسلام حیدرآباد کی مطبوعہ کتاب ''انوار بلبل سندھ'' میں شامل کیا گیا۔ یہ کتاب ملتان کے علماء اہل سنت کے پاس بھجوادی گئی، انہوں نے اس مضمون کو سراہا کہ معلومات افزا ہے، جس سے عوام و خواص کی رہنمائی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا اس کو کتابچے کی صورت میں شایع کیا جائے تو زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ علماء و عوام کی دلچسپی، فرمائش کی بنیاد پر انہیں تیسری مرتبہ جداگانہ کتابچہ کی صورت میں شایع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، تاکہ عوام الناس تک یہ پیغام آسانی سے پہنچایا جاسکے اور انہیں چاہئے کہ وہ بھی اس پیغام کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

2. ملفوظات خواجہ غلام فرید پر ایک نظر

یہ مقالہ پہلی مرتبہ ماہنامہ معارف رضا کراچی کے شمارہ مارچ 2016ء میں شائع ہوا۔ اہل وروئے اس کی اشاعت پر بھی خوشی کا اظہار کیا۔ کئی حضرات نے اس کی فوٹو کاپیاں بنوا کر اپنے علاقہ میں تقسیم کی۔ اس مضمون کو بھی عوام الناس تک پہنچانے کی غرض سے ادارے نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کتابچہ کو بھی شامل اشاعت کیا جائے تا کہ عبرت کا سامان ہو۔ آپ سے گذارش ہے کہ بعد مطالعہ اپنی رائے سے ضرور ادارہ کو مطلع کریں کہ ہماری اس اشاعت کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور زینت اہل سنت دامت فیوضہم العالیہ کے درجات بلند فرمائے، صحت سلامتی عطا فرمائے، ان کا سایہ ہم پر دراز فرمائے اور حضور قبلہ کی تحقیقات انیقہ کو شایع کرنے پھیلانے کیلئے ہمارے لئے آسانیاں عطا فرمائے اور ہماری کوشش کو قبول فرمائے اور ادارہ زین الاسلام کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر عبدالرزاق وفقیر شوکت علی شیخ لاڑکانہ کے تعاون سے یہ مقالہ شایع کیا جارہا ہے۔ ادارے کے ساتھ مالی تعاون فرمائیں تا کہ ہم اشاعت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ اگلی اشاعت نمبر 13 تیار ہے لانے کی کوشش جاری ہے۔ کتابوں کو خرید کر اپنے علاقوں میں تقسیم کر کے علم کی روشنی کو پھیلائیں اور ہمارے ہاتھ مضبوط کریں۔

فقیر محمد انصار اللہ قادری زینی

حیدرآباد سندھ

4-12-2017ء

پیر شمس الدین سبزواری ملتانی کے عقائد و نظریات

علامہ صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

خزینہ علم و معرفت، امام الاولیاء، حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ (672ھ) ابتداء میں ظاہر کے عالم تھے، جب شیخ کامل، عارف باللہ خواجہ شمس الدین محمد بن علی تبریزی قدس سرہ (645ھ) کی نگاہ پڑی تو بندے سے مولیٰ کر دیا۔ بیعت ہونے کے بعد مولانا، علم و عرفان کے گوہر نایاب بن گئے، ایک مرتبہ مرشد پاک کے ساتھ مولانا روم تین ماہ تک خلوت گزین رہے اور صوم و صال میں رہے، کسی کو خلوت کدہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ تھی۔ (نفحات الانس) بلند مقام و مرتبہ پانے کے بعد آپ نے مثنوی معنوی (6 دفتر) جیسی شاہکار کتاب تصنیف فرمائی جو کہ علم و عرفان کا گراں مایہ سرمایہ ہے، جس سے رہتی دنیا تک طالب مولیٰ سالکین طریقت پیاس بجھاتے رہیں گے۔ جب سے لکھی گئی ہے مشائخ طریقت کے مطالعہ و درس میں شامل رہی ہے کیوں نہ ہو کہ نکاتِ معرفت کا خزینہ اور رازہائے حقیقت کا گنجینہ ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے سچ فرمایا ہے:

مثنوی مولوی معنوی   ہست قرآں در زبانِ پہلوی

ان دو شخصیات میں سے جب بھی ایک کا ذکر ہوتا ہے تو دوسرے کا ذکر لازمی سمجھا جاتا ہے کیونکہ مرید باکمال کو مرشد کامل میں اس قدر فنایت حاصل تھی کہ مولانا کا ذکر، شیخ کے بغیر نامکمل تصور کیا جاتا ہے۔

مگر ارباب دل رفتند و شہر عشق خالی

جہاں پر شمس تبریز است کو مردی چو مولانا

یعنی ایسا نہ کہو کہ اہل دل رخصت ہو گئے اور شہرِ عشق سونا ہو گیا ہے۔

عالم تو اب بھی شمس تبریزی سے پُر ہے لیکن مولانا جیسا مردطلب گار کہاں ہے۔

حضرت عارف باللہ شیخ شمس تبریزی نوراللہ مرقدہ شہید ہوئے اور قونیہ (ترکی) میں مولانا روم کے مدرسہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تمہید/ضروری وضاحت کے بعد اب ہم اصل موضوع کی جانب آتے ہیں کہ پیر شمس سبزواری ملتانی کے متعلق عوام کیا خواص بھی غلط فہمی کا شکار ہیں، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ السامی کے مرشد پاک ہیں جبکہ یہ معروضہ حقیقت کے خلاف ہے فقط نام کی مماثلت کی وجہ سے اکثر لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ دونوں ایک نہیں بلکہ دو وجود رکھتے ہیں شیخ شمس الدین تبریزی کی جائے مدفن ترکی کے شہر قونیہ میں ہے جہاں آپ کی خانقاہ شریف مرجع خلائق ہے آپ کی شہادت (645ھ) کو واقع ہوئی جبکہ پیر شمس سبزواری کی قبر دولت گیٹ ملتان میں واقع ہے اور ان کا انتقال (675ھ) کو ہوا یعنی درمیان میں تقریباً (30) سال کا فرق واضح ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دونوں کے عقائد و اعمال میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے اول الذکر سنّی صحیح العقیدہ جماعت کے بزرگ اور صوفیہ صافیہ کے شیخ ہیں اور آخر الذکر باطل عقیدہ کے مبلغ اور شیعہ اسماعیلیہ فرقے کے پیروکار تھے۔

پیر شمس سبزواری ملتانی کے متعلق دلائل کو جمع کرتے ہیں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ وہ حقیقی معنی میں نہ فقط اسماعیلی بلکہ اس فرقے کے مبلغ تھے، بہروپیے تھے، پیر بن کر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔

1☆ آپ کے والد سید صلاح الدین اسماعیلی عقائد کے مبلغ تھے چنانچہ آپ

بھی انہیں کے راستہ پر گامزن ہوئے۔آپ اپنے والد کی معیت میں اور بعدہ اکیلے مختلف ممالک میں متعدد مقامات پر اسماعیلی عقائد کی تبلیغ میں مصروف رہے۔
اس عرصہ میں اسماعیلی مرکز قلعہ الموت ختم کر دیا گیا اور خلافت عباسیہ تباہ ہوگئی تو سید صلاح الدین بھی اپنے عقائد کی پاداش میں 664ھ کو قتل ہو گئے۔شاہ پیر شمس کیلئے ہجرت کے سوا چارہ نہ رہا۔سبزوار سے بغداد آئے علمائے وقت نے پیر شمس کیخلاف کفر کا فتویٰ صادر کر دیا۔وہاں سے بھی کوچ کئے بغیر نہ بنی چونکہ ملتان میں اسماعیلیوں کا اقتدار کئی سو سال رہا تھا اگرچہ ان دنوں ختم ہو چکا تھا مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ اعتقادی کشش باقی تھی اس لئے ملتان آئے۔دس سال رہ کر 675ھ میں انتقال کیا۔پیر شمس سبزواری کے متعلق دو روایات ہیں ایک بقول صاحب تذکرۃ الملتان کہ صوفی بزرگ تھے۔اس نظریہ کی تائید میں مؤلف تاریخ ملتان (جلد اول مولانا نور احمد خان فریدی) نے مزار اور ملحقہ مسجد پر معروف شعر

چراغ و مسجد و محراب و منبر　　　ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر

کے ثبت ہونے کا حوالہ دیا ہے۔ یاد رہے موجودہ مقبرہ اور مسجد 1194ھ یعنی تقریباً پانچ سو سال بعد تعمیر ہوئے ان پر ایسے شعر کا لکھا جانا جو عام طور پر مساجد وغیرہ پر لکھا جاتا ہے، صاحب مقبرہ کے عقائد کا ثبوت نہیں ہوسکتا بلکہ بنانے والے کے خیالات کا دخل ہوسکتا ہے۔
دوسری روایت یہ ہے کہ آپ اسماعیلی قرامطی داعی تھے۔ یہ روایت زیادہ قرین قیاس ہے۔1960ء میں موجودہ آغا خان (پرنس کریم آغا خان اسماعیلیوں کا امام بے ریش، انگریزی وضع قطع کے حامل اور پیرس میں رہتا ہے) جب ملتان آئے تو انہوں نے مقبرہ پر زیارت کا قصد کیا مگر نزاع کیوجہ سے

متولیوں (قابض امامیہ شیعہ) نے اجازت نہ دی۔

پیر شمس کے اسماعیلی عقائد کی وجہ سے مقبرہ بھی مابہ نزاع رہا کہا جاتا ہے کہ اسماعیلی فرقہ کے امام آغا خان سوئم (سر سلطان محمد) نے اوائل عہد انگریزی میں اس مقبرہ کے حصول کے متعلق دعویٰ بھی کیا تھا مگر کامیابی نہ ہوئی۔

☆2 محمد دین فوق اپنی تالیف "شمس تبریز" مطبوعہ 1910ء، 50پر لکھتے ہیں: ملتان والے شمس سبزواری ہیں ان کا شمس تبریزی نام غلط مشہور ہو گیا ہے۔

(اولیائے ملتان 79 فرحت ملتانی، اولیائے ملتان 169 متیاز حسین شاہ)

☆3 The Great Ismaili Heroes مطبوعہ کراچی 1973ء جس کے آغاز میں آغا خان کا خط بطور "افتتاحیہ کلمات" شامل ہے۔ اسماعیلی ہیروز میں بھی شمس سبزواری شامل ہے۔

☆4 مورخ و محقق مسعود حسن شہاب بہاولپوری مرحوم لکھتے ہیں: ملتان کے مشہور شیعہ بزرگ شمس سبزواری ملتانی تھے۔ (خطہ پاک اُوچ 247 مطبوعہ بہاولپور 1967ء)

☆5 مثنوی معنوی کے "مقدمہ" میں قاضی سجاد حسین لکھتے ہیں:

شمس سبزواری ملتانی اسماعیل فرقہ کے داعی بن کر برصغیر میں آئے ان کے ہمراہ دو شخص تھے۔ ایک کا نام پیر صدر الدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدر الدین نے سندھ بمبئی میں تبلیغ شروع کی اور امام الدین گجرات و کاٹھیاواڑ کے علاقوں میں کام کرتے رہے۔ شمس الدین سبزواری پنجاب میں ملتان آئے اور اپنا مشن جاری کیا اسماعیلی فرقے کی تبلیغ کرنے لگے۔ امام الدین نے اول اول تو بحیثیت اسماعیلی داعی کے کام کیا۔ مگر چند روز کے بعد خود مختار ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ امام شاہی جاری کر دیا۔ امام شاہی طریقہ کے اصول بھی قریب

قریب اسماعیلی تھے لیکن اپنے تین نائب امام اور مظہر ذات مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین کا قبر "پیرانہ" میں ہے جو احمد آباد گجرات (انڈیا) کے قریب ہے۔

آج بھارت اور پاکستان کے بعد حصوں میں کم از کم بیس لاکھ آدمی ہوں گے جو مومن اور گپتی کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، وہ اپنے عقائد ظاہر نہیں کرتے۔ ان امام شاہیوں کا نظام اتنا پوشیدہ اور پُراسرار ہے کہ بعض ہندو گھرانوں میں بھی امام شاہی عقائد کے لوگ موجود ہیں۔ پیرانہ میں امام شاہیوں کے امراء کی قبریں ہیں جن پر ہندو مہنت بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہندو مہنت ظاہری طور پر ہندوانہ لباس میں ہیں مگر باطنی طور پر امام شاہی ہیں۔ اس مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوانہ لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے اور جماعت سے عُشر اور نذر وصول کرنے کے لئے دورے کرتے ہیں۔ مہنت پیر امام الدین کی موجودہ اولاد میں کچھ حصہ تقسیم کرتے ہیں۔ باقی خانقاہ کے اخراجات پر صرف کرتے ہیں۔ اس خانقاہ میں جینو کی قبر ہے۔ ہندو امام شاہی اپنا جنو اس قبر پر چڑھا کر مسلمان (امام شاہی) ہو جاتے ہیں اور پھر مومن کہلاتے ہیں۔

شمس الدین تبریزی سبزواری نے ملتان کے ارد گرد کے علاقوں کے کہاروں اور سناروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو "ہندو شمسی" کا لقب دیا۔ ان دنوں شمسی ہندو بھی آغا خان اسماعیلی کے پیروکار ہیں اور اب ان کی نذر و نیاز کا رُخ سر آغا خان کی اولاد کی طرف ہے۔ ان کی تعداد تیس لاکھ کے قریب ہے۔

شمس سبزواری نے اپنے عقائد و نظریات کو کن کن طریقوں سے رائج کیا۔ اس کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے، عوام میں ان کے

متعلق بے بنیاد و بے ہودہ کرامات مشہور ہیں۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی جو حضرت مولانا روم کے پیرومرشد تھے، ان کا شمس سبزواری ملتانی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(مقدمہ مثنوی مولانا روم جلد اول مترجم قاضی سجاد دہلوی مطبوع حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(خزینۃ الاصفیاء ج دوم 239 مترجم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور)

☆6 سندھ میں سومرا عہد میں اسماعیلی مذہب کے داعی اپنے مذہب کی تبلیغ کیلئے سندھ پہنچے۔ ان میں پیر شمس سبزواری نے سندھ میں تبلیغی کام کیا اور اپنے طریقہ کو ''شمس مت'' کا نام دیا۔ انہوں نے ملتانی اور سندھی میں شاعری بھی کی۔ ملتان میں مدفون ہیں۔ (سندھی ثقافت پر اسلامی اثرات 200 ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی)

☆7 ہند کی علمی رُوحانی شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ (1052ھ) نے ہندوستان کے صوفیاء کرام کے حالات پر ایک کتاب ''اخبار الاخیار'' تحریر فرمائی اس میں ملتان کے اولیاء اللہ کا تذکرہ درج کیا لیکن شمس سبزواری کا ذکر درج نہیں کیا۔

☆8-9 مورخ سندھ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی (1203ھ) نے ''معیار سالکان طریقت'' میں ملتان کے صوفیاء کرام کا ذکر کیا لیکن شمس سبزواری کو نظر انداز کر دیا اور اسی طرح انہوں نے اپنی تاریخی کتاب ''تحفۃ الکرام'' میں ملتان کا باب قائم کیا جس میں وہاں کے صوفیاء کرام کو یاد کیا لیکن شمس سبزواری کو یاد نہیں کیا۔

☆10 مورخ سندھ سید عبدالقادر (1016ھ) نے ''حدیقۃ الاولیاء'' کے آغاز ہی میں ملتان کے بزرگوں کا ذکر خیر کیا ہے لیکن شمس سبزواری کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

11☆ مرزا قلیچ بیگ نے ''قدیم سندھ'' کے نام سے سندھ کی تاریخ لکھی ہے، جس کا آغاز ملتان سے کیا ہے لیکن مشائخ میں شمس سبزواری کا شمار نہیں کیا۔

(قدیم سندھ طبع اول 1925ء)

12☆ نامور مورخ جناب اعجاز الحق قدوسی مرحوم نے ''تاریخ سندھ'' کی پہلی جلد میں 341 تا 382 تک بادشاہوں کے تذکرے میں ضمناً مشائخ کرام مثلاً حضرت شہباز قلندر، شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی، شیخ صدر الدین ملتانی، شیخ رکن الدین ملتانی وغیرہ کا ذکر خیر تو کیا ہے لیکن شمس سبزواری اسماعیلی بہروپیے کی کوئی تعریف وتوصیف بیان نہیں کی۔ (تاریخ سندھ جلد اول مطبوعہ، اردو سائنس بورڈ لاہور 1984ء)

13☆ ''تذکرہ صوفیائے سندھ'' میں حضرت سید جلال الدین بخاری اُچوی کے حالات درج ہیں لیکن سندھ کے تذکرہ میں کیوں حالات دیئے گئے؟ اس کا جواب مؤلف حواشی میں اس طرح دیتے ہیں: ''حضرت جلال سرخ اگرچہ سندھ میں مدفون نہیں ہیں لیکن آپ کا بہت گہرا تعلق سندھ سے رہا ہے۔''

(تذکرہ صوفیائے سندھ 76 مطبوعہ کراچی 1959ع)

لیکن ان سے کہیں زیادہ تعلق سندھ سے ان کے `معاصر پیر شمس سبزواری کا تھا کیونکہ انہوں نے صوفی کا روپ دھار کے سندھ میں اسماعیلیوں کے مراکز قائم کروائے مریدین کا سلسلہ شروع کیا، کئی تبلیغی دورے کئے اور سندھی میں شاعری بھی کرتے تھے۔ اس اعتبار سے بھی ذکر آنا چاہیے تھا لیکن یہ حضرات بخوبی جانتے تھے کہ یہ آغا خانی ہے اسی بنا پر ان تمام تاریخی کتب میں ان کا کوئی ذکر خیر درج نہیں۔

کیونکہ شمس واری اصل میں نہ صوفی تھے اور نہ کسی صاحب ارشاد سے

اجازت یافتہ تھے بلکہ شیعوں اسماعیلیوں کے عقائد باطلہ رکھتے تھے اور دھوکہ مکرو فریب سے لوگوں کو اپنا مرید بنا کر انہیں شیعہ بنایا کرتے تھے یعنی پہلے مرید اس کے بعد ان کا مذہب تبدیل کرتے تھے۔

14☆ پڑھیے: ''اسماعیلی تاریخ'' میں پیر شمس سبزواری تبریزی کا تذکرہ کہ محقق تذکرہ نویس ڈاکٹر فرہاد دفتری لکھتے ہیں:

سندھ میں نزاری سرگرمیوں کا آغاز روایتی طور پر جس شخص کے ساتھ منسوب ہے وہ پیر شمس الدین ہیں اگرچہ یہ بھی روایت ہے کہ اس سے قبل بھی ایک پیر کو الموت سے ہندوستان بھیجا گیا تھا جن کا نام صلاح الدین تھا اور جنہیں بعض اوقات شمس الدین کے والد بھی قرار دیا جاتا ہے۔ شمس الدین کی سرگرمیوں سے متعلق فراہم کردہ تاریخیں ایک وسیع زمانے پر حاوی ہیں۔ شمس الدین جن کا مقبرہ ملتان میں ہے۔ (اسماعیلی تاریخ وعقائد 424)

دوسرے مقام پر درج ہے: دوسرا اہم شخص پیر شمس الدین ہیں جن کی سرگرمیوں کا مرکز سندھ رہا ہے۔ وہ سندھ کے شہر ملتان اور اُوچ میں خاص طور پر سرگرم عمل تھے اور ملتان میں ان کا مقبرہ مقامی طور پر ''شمس تبریز'' کے مقبرے کے نام سے معروف ہے۔ شمسیوں کی نزاری جماعت کا جو اِس وقت آغا خان کے مرید ہیں اور اکثر سُنار کا کام کرتے ہیں اور ملتان اور پنجاب کے دوسرے علاقوں میں رہتے ہیں دعویٰ ہے کہ ان کو پیر شمس الدین نے نزاری اسماعیلی مذہب کا گرویدہ بنایا تھا۔ (488)

انہوں نے عقیدہ امامت اور بالخصوص اس عقیدے کو جس کے حامل دور بعد کے نزاری تھے، خصوصیت کے ساتھ ایک ہندوانہ سانچے میں پیش کیا۔ یہ

عقیدہ ایک اہم گنان میں پایا جاتا ہے جو "دس اوتار" کے نام سے معروف ہے اور تین مختلف تحریروں میں موجود ہے، جو پیر شمس الدین، پیر صدرالدین اور امام شاہ سے منسوب ہیں۔ (495)

پیر صدرالدین نے جن سے گنانوں کی سبب سے بڑی تعداد منسوب کی گئی ہے ہندوستان میں نزاری دعوت کی تبلیغ اور تنظیم میں ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ پیر صدرالدین نے بڑی تعداد میں لُوھانہ نسل کے ہندوؤں کو ہم مذہب بنایا اور انہیں "خوجہ" کے نام سے موسوم کیا، جو فارسی زبان کے لفظ خواجہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی مخدوم یا مالک کے ہوتے ہیں۔ لُوھانوں کو اسی نام سے موسوم کیا جاتا تھا، اس لئے کہ خیال یہ تھا کہ ان کا تعلق کشتریوں سے تھا۔ یہ ہندو لقب اب بھی لوھانوں اور خوجوں کے درمیان مستعمل ہے۔ سب سے پہلا نزاری "جماعت خانہ" بنانے کا سہرا بھی پیر صدرالدین کے سر ہے، جو انہوں نے سندھ کے مقام کوٹری میں بنایا تھا۔ بعد میں انہوں نے پنجاب اور کشمیر میں نزاریوں کے دو اور جماعت خانے قائم کئے اور ان کے لئے مکھی یا سربراہ مقرر کئے۔

تاہم پیر صدرالدین کی سرگرمیوں کا مرکز اُوچ رہا جہاں سے انہوں نے کافی حد تک کھل کر دعوت کا کام کیا۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس زمانے میں سندھ پر "سمّہ خاندان" کی حکومت تھی جو سومرہ کے جانشین بنے تھے، جو اسماعیلی مذہب کے پیرو تھے۔ سومرری خاندان کے بعد کے افراد غالباً سندھ کی نزاری دعوت کے زیر اثر تھے، مگر ان کی ایک اپنی آزاد اسماعیلی روایت تھی، تاہم سمّہ نے بہت جلد سُنّی مذہب اختیار کیا۔ پیر صدرالدین ہندوستان کی نزاری جماعت سے جمع کئے ہوئے مال واجبات حوالہ کرنے کے لئے ایران

جاتے تھے اور اسی دوران انہوں نے امام اسلام شاہ سے بھی ملاقات کی تھی۔ پیر صدر الدین کا مقبرہ اُوچ کے نواح میں ''جت پور'' کے نزدیک واقع ہے۔ پیر صدر الدین کے بعد ان کے فرزند پیر حسن کبیر الدین ''بحیثیت پیران'' کے جانشین بنے۔ کبیر الدین کا مقبرہ اُوچ سے باہر ہے اور مقامی طور پر ''حسن دریا'' کے نام سے معروف ہے۔

15☆ پیر حسن کبیر الدین کے (انتقال کے) بعد ان کے بھائی تاج الدین کو پیر مقرر کیا۔ پیر تاج الدین کا مقبرہ سندھ میں ہے۔

(اسماعیلی تاریخ وعقائد 489-490) مترجم عزیز اللہ نجیب مطبوعہ اقبال برادرز کراچی 1997ء)

16☆ نزاری، اسماعیلیوں کے انیسویں امام، نزار بن المستنصر کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔

نزاری اسماعیلیوں کی شاطرانہ پالیسی بھی انہی کی تاریخ، انہی کی محررہ اور انہی کی مطبوعہ میں ملاحظہ کیجئے:

ایرانی نزاری جو انتہائی غیر منظم اور بے حوصلہ ہو گئے تھے، ایلخانیوں، تیموریوں اور ایران پر حکومت کرنے والے دوسرے خاندانوں کے ہاتھوں مزید ظلم و ستم سے بچنے کے لئے دوبارہ سختی سے ''تقیہ'' (جھوٹ، فراڈ، دھوکہ بازی) پر عمل پیرا ہونے پر مجبور ہوئے۔ اس قسم کے حالات میں جبکہ زندہ رہنا ہی جماعت کی اولین ضرورت تھی، ایرانی نزاریوں کے عقائد کے پس منظر نے انہیں تصوف کے بھیس میں پناہ لینے کے قابل بنا دیا۔ (اسماعیلی تاریخ 444 مطبوعہ کراچی)

17☆ یمن کے ایک اسماعیلی عالم کی تحقیقی کتاب ''الصلحون والحركة الفاطمية فى اليمن'' میں درج ہے کہ خلیفہ معز فاطمی (341ھ کو تخت نشین ہوئے)

نے ہندوستان میں اپنا ایک مبلغ بھیجا تھا، جس نے ہندوستان میں مجوسیوں (غالبًا ہندو آتش پرستوں) کو اسماعیلی فرقے میں اس شرط پر داخل کرلیا کہ وہ آدھے اسماعیلی اور آدھے ہندو رہیں گے۔ (ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں: قاضی اطہر مبارکپوری)

18☆ اسماعیلی ائمہ کے احوال و آثار پر مفصل کتاب "حبل اللہ المتین" ہے۔ جس میں بمبئی، گجرات اور کاٹھیاواڑ تبلیغ کرنے والے اسماعیلی مبلغ امام الدینؒ (ان کا تذکرہ پچھلے اوراق میں پیر شمس سبزواری کے ساتھ ہو چکا ہے) کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ (مقدمہ ارشاد الحق 30)

19☆ سندھ علاقہ بمبئی، گجرات، کچھ، کاٹھیاواڑ، دکن اور پنجاب وغیرہ میں لاکھوں آدمیوں نے اس اوتار کی تصدیق کی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سری کرشن کا اوتار ماننے لگے۔ پنجاب میں پیر شمس الدین تبریزی (جن کی قبر ملتان میں ہے) نے اس خیال کی اشاعت کی تھی۔ آج لاکھوں کمہار اور سنار پنجاب میں موجود ہیں جو "شمسی" ہندو کہلاتے ہیں اور یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "کرشن جی کا اوتار" مانتے ہیں اور موجودہ سر آغا خان اسی اوتاری روپ کو تسلیم کرتے ہیں۔ پیر صدر الدین اسماعیلی کی تلقین سے کچھ، گجرات، سندھ، کاٹھیاواڑ، دکن اور علاقہ بمبئی میں لاکھوں آدمی اس عقیدے کے پیروکار ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "سری کرشن کا اوتار" ماننے لگے اور موجودہ سر آغا خان کو وہی کرشن روپ اوتار سمجھتے ہیں۔

علاقہ گجرات میں پیر امام الدین کے لاکھوں پیروکار ہیں اور یہ سب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سری کرشن کا اوتار مانتے ہیں مگر یہ سر آغا خان کو تسلیم نہیں کرتے اس فرقے کا نام "امام شاہی" ہے اور ان کے ہاں ایک کتاب "ست دینی" کے

نام سے بڑی مقدس سمجھی جاتی ہے۔

(تجانب اہل السنۃ عن اھل الفتنۃ 194 مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس بریلی 1361ھ/1942ء) کرشن بیتی 164 طبع سوم خواجہ حسن نظامی

ہیں کو اک کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں دھو کا یہ بازی گر کھلا

20☆ اسماعیلیوں کی مذہبی اور سیاسی سرگرمی کا اس سے اندازہ کرلیں کے انہوں نے حکومت بھی قائم کرلی تھی، جیسا کہ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی مرحوم راقمطراز ہیں:

اس زمانہ میں سندھ میں اسماعیلی داعی سندھ میں آئے اور اپنی تبلیغی حکمت عملی سے کچھ لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کیا، سندھ کے سومرہ قبیلہ کے لوگوں نے بھی ان کی تبلیغ کی وجہ سے اسماعیلی مذہب اختیار کیا۔ ملتان کے علاقہ میں بھی اسماعیلی داعیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغی کوششیں جاری رکھیں، نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے ملتان میں سیاسی طاقت بھی حاصل کرلی اندازاً 367ھ اور 375ھ (977-985ع) کے درمیاں کسی زمانہ میں ملتان میں اسماعیلیوں کی حکومت قائم ہوگئی، اسماعیلی داعیوں کی وجہ سے ملتان کے بعد سندھ میں بھی اسماعیلی انقلاب آیا اور اندازے کے مطابق 367ھ اور 396ھ (986-1006ء) کے درمیان کسی زمانہ میں منصورہ پر اسماعیلیوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ بہر حال یہ یقینی بات ہے کہ 416ھ (1025-26ع) میں منصورہ میں اسماعیلیہ کہ

"آزاد سلطنت" قائم تھی۔

اس زمانہ میں (مجاہد اسلام، فاتح سومناتھ) سلطان محمود غزنوی نے گجرات پر حملہ

کیا، فتح حاصل کرنے کے بعد غزنوی ''کچھ'' کے ریگستان سے سندھ میں داخل ہوئے۔ سندھ میں سندھ کے ''جت'' قبیلہ کے لوگوں کی وجہ سے سلطان کو بہت تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کے بہت سے آدمی اور جانور مارے گئے۔ جب سلطان غزنوی منصورہ شہر کے قریب پہنچے تو اُن کو اندازہ ہوا کے یہ سب کچھ حاکم منصورہ کے اشارے پر ہوا ہے۔ سلطان نے منصورہ پر حملہ کیا حاکم شہر فرار ہو گئے اور منصورہ کے بہت سے لوگ مارے گئے، اس وقت منصورہ شہر کا حاکم ''خفیف '' تھا جو کہ اسماعیلی مذہب کا پیروکار تھا۔ بعض مورخوں کا اندازہ ہے کہ حاکم ملتان خالص عرب تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ سومرہ قبیلہ سے تھا اور اس سے کچھ پہلے منصورہ پر سومرہ قبیلہ کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ اور وہ اسماعیلی مذہب کے پیروکار تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کی اسماعیلی حکومت کا بھی قلع قمع کیا تھا۔

(پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں صفحہ 45 لاہور)

21 ☆ شیخ محمد اکرام نے اپنی مشہور تصنیف ''آب کوثر'' میں شمس سبزواری کو اسماعیلی لکھا ہے ملاحظہ کیجئے۔

خوجوں کے دوسرے مبلغ شاہ شمس تھے، جو ملتان میں ایک بڑے شاندار روضے میں آرام فرماہیں، انہیں عام طور پر شاہ سمش تبریزی کہا جاتا ہے۔

لیکن خوجہ روایات کے مطابق وہ ایران کے شہر سبزاوار سے تشریف لائے۔ ان کی نسبت متعدد (جعلی)، روایات عوام میں مشہور ہو گئی ہیں اولیاء ومشائخ کے بعض تذکروں میں ان کو صوفیائے کرام میں شامل کیا گیا ہے۔ اور ان کی نسبت ایک (جعلی) روایت مشہور ہے کہ جب ملتان کے ایک قصاب نے انہیں گوشت کی

بوٹی بھون کر دینے سے انکار کیا تو انہیں نے سورج کی طرف ہاتھ اٹھایا، سورج سوا نیزے پر آ گیا جس سے انہوں نے اپنی بوٹی بھون لی لیکن شہر میں قیامت برپا ہو گئی، کمال ہے کہ وہ خود بھُونے سے بچ گئے! جعلی کرامت جس کا کوئی ثبوت نہیں (آب کوثر) اگر ایسا ہوتا تو شہر تباہ ہو جاتا اور لوگ مر جاتے اور آج وہ تباہ شدہ عمارتیں موہن جودڑو کی طرح عبرت کا سامان لئے ہوئے کھڑی ہوتیں۔ کیا کرامت کی تسخیر میں چاند و سورج آ سکتے ہیں؟

شیخ اکرام نے مزید لکھا ہے پنجاب کی ایک جماعت جو بظاہر ہندوؤں میں شامل ہے اور خوجوں کے موجودہ امام سر آغا خان کو اپنا دیوتا تسلیم کرتی ہے۔ اپنے آپ کو شاہ شمس کے نام پر ''شمسی'' کہتی ہے۔

(آب کوثر 343 مطبوعہ لاہور)

ذوقی سلسلے کا محاسبہ

''ملفوظات خواجہ غلام فرید پر ایک نظر'' (مقابیس المجالس)

از: پیر سید محمد زین العابدین راشدی

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے نامور بزرگ، سرائیکی کے بلند پایہ صوفی شاعر، بحر عشق حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ الاقدس نے 1901ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار کوٹ مٹھن شریف (ضلع راجن پور) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مرید صادق حضرت مولانا رکن الدین نے آپ کی حیات مبارک کے آخری دس سال میں آپ کی ملفوظات شریف کو پانچ جلدوں میں جمع فرمایا اور اس کا نام ''مقابیس المجالس'' تجویز فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحب کے وصال مبارک کے بعد پہلی تین جلدیں فارسی زبان میں 1903ء کو آگرہ (اکبر آباد بھارت) سے شائع ہوئیں اور چوتھی جلد 1943ء کو لاہور سے طبع ہوئی اور آخری پانچویں جلد ابھی غیر مطبوعہ تھی۔ اس کے چند قلمی نسخے اہل علم حضرات کے ذاتی / نجی لائبریریوں کی زینت ہیں۔

کپتان واحد بخش سیال (اللہ آباد نزد لیاقت پور ضلع رحیم یار خان) نے تمام پانچ جلدوں کو مختلف مقامات سے حاصل کر کے، ان کا اردو ترجمہ کیا۔ صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور نے اشاعت کا اہتمام کیا۔ پہلا ایڈیشن 1399ھ/1979ء کو منظر عام پر آیا۔ صوفی فاؤنڈیشن کے ساتھ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور کی شراکت ہے۔ ضخامت گیارہ سو نو (۱۱۰۹) صفحات ہے۔ ابتدا میں کپتان نے مقدمہ لکھا ہے جو کہ 242 صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں جہاں مشائخ چشتیہ کا

ذکر کیا ہے، ان کے ساتھ میں ''علماء دیوبند اور سماع'' کے عنوان تحت رسوائے زمانہ گستاخانِ رسول فرقہ خارجیہ سے تعلق رکھنے والے مولویوں مثلاً: مولوی رشید گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی کی روایات وحکایات بھی نقل کی ہیں۔

کتاب ''مقابیس المجالس'' میں مقبوس 45 اور 352 کے متن میں لکھا ہے: ''مولوی رشید احمد گنگوہی بھی حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی) کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی محمد یعقوب وغیرہ ہم''۔

یہ متن کی عبارت دکھائی گئی ہے جس کی تصدیق ابھی باقی ہے، وہ تو اصل نسخہ دیکھنے کے بعد ہوگی۔ اتنی سی عبارت کے بعد 29 سطریں بریکٹ میں کپتان نے لکھ کر اپنی ''کپتانی'' دکھائی ہے۔

حواشی میں کپتان نے لکھا ہے: ''حضرت خواجہ صاحب کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہم علمائے دیو بند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے، حالانکہ بعض صوفی حضرات ان کو غلط فہمی سے ''وہابی'' کہتے ہیں۔

(مقابیس المجالس، ص 352، حواشی)

جناب! یہ صوفیاء کرام کی غلط فہمی نہیں، بلکہ حقیقت فہمی ہے کہ مذکورہ مولوی حضرات دیوبندی وہابی خارجی تھے۔ اہل طریقت اور اہلِ سنت کا روپ اختیار کر کے عوام الناس کو گمراہ کرتے تھے۔ ان کو نہ طریقت سے دلچسپی تھی اور نہ اپنے شیخ سے عقیدت تھی، یہ تو نفس کے غلام تھے، حاجی صاحب کا مرید کہلا کر سادہ لوگوں کے ایمان برباد کرتے تھے۔

جناب گنگوہی کے مزاج میں بیحد تیزی تھی، جس کے باعث وہ کسی کو

بھی نہیں بخشتے تھے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب اُن کے پیر و مرشد نے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' (کتابچہ) لکھا اور شائع ہو کر بغرض تقسیم اس کی کاپیاں گنگوہ پہنچیں تو گنگوہی نے جملہ نسخوں کو جمع کر کے نذرِ آتش کرنے کا حکم دے دیا۔

(تقدیس الوکیل، ص 6)

ملاحظہ کیجئے کہ مولوی گنگوہی کو اپنے پیر و مرشد سے کس قدر عقیدت ہے اور کس قدر ان کے نظریات عزیز ہیں؟ جو لوگ اپنے مرشد شیخ وقت کے نظریات و تعلمیات کو چھپاتے ہیں اور اس لیے جلا کر راکھ کر دیتے ہیں کہ لوگ ان کے نظریات سے لاتعلق رہیں اور یہ حقائق چھپا کر اپنے نظریات کا ابلاغ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، کیا یہ حقیقت پسندی ہے؟ کیا یہ اہل طریقت کے کام ہیں یا اہلِ بدعت کے؟

مناظرہ:

مناظر اہل سنت علامہ غلام دستگیر صدیقیقصوری ''روداد مناظرہ'' متعلق لکھتے ہیں:

کتاب براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی میں لکھا ہے: مسئلہ امکان کذب باری تعالی کے وامکان نظیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنی آدم کا بشریت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم، شیطان کے علم سے کم ہے اور آپ کے مولود کی مجلس کہنا (ہندو) کے جنم وغیرہ سے مشابہ ہے اور فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشوک پڑھنے کے مانند ہے اور حرمین (مکہ و مدینہ) کے مفتیوں کا فتویٰ رشوت خوری وغیرہ سے نامعتبر ہے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے ''ریاست بہاولپور'' میں جہاں وہ اول

مدرس عربی تھا۔ شوال1306ھ /1889ء فقیر اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے مناظرہ کیا تھا کہ یہ مسائل سخت غلط ہیں۔ اس مناظرہ کے صدر ا حکم حضرت خواجہ غلام فرید چشتی سجادہ نشین چاچڑاں شریف تھے۔ اس مناظرہ میں مولوی خلیل دیو بندی کو شکستِ فاش اور علامہ غلام دستگیر قصوری کو فتح ونصرت حاصل ہوئی، یہی فیصلہ صدر مناظرہ نے دیا اور ان کے مرید والی ریاست بہاولپور نے اپنے پیر کامل کے فیصلہ پر لبیک کہہ کر مولوی خلیل دیو بندی کو ریاست سے سرکاری طور پر نکال دیا اور آئندہ آنے پر سرکاری پابندی لگادی۔ (تقدیس الوکیل، مطبوعہ نوری کتاب خانہ، لاہور)

اس سے اندازہ لگالیں کہ حضرت خواجہ صاحب گستاخان رسول وہابیوں دیو بندیوں سے سخت قسم کی نفرت فرماتے تھے۔ کیا ایسا بزرگ گنگوہی، نانوتوی اور تھانوی کی تعریف وتوصیف کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

گنگوہی کا فتویٰ

ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر دو عالم علیہ السلام کو کرنا۔ اگر حاضر وناظر جان کر کرے تو کفر ہے۔ ایسی مجلس میں شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سوئم بھی کہ یہ سب ہندو کی رسوم ہیں۔ البتہ اموات کو ثواب پہچانا بلا قید روا ہے۔ اس کا مضائقہ نہیں۔

(بحوالہ تقدیس الوکیل، ص6)

نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر جاننا مولوی گنگوہی کے نزدیک کفر ہے یا رسول اللہ پکارنے والی محفل میں بیٹھنا گناہ ہے۔ کیا حضرت خواجہ اور مولوی گنگوہی کے نظریات میں مماثلت ہے؟ قطعاً نہیں خواجہ صاحب اہلسنّت کے پیشوا ہیں اور گنگوہی وہابیوں کے۔

پایہ حرمین شریفین، شیخ الہند حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی ''تقدس الوکیل'' کی تقریظ میں رقمطراز ہیں: جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا، مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ (ص415)

اس کتاب کی تصدیق و تائید حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ان الفاظ میں فرمائی ہے: تحریر بالا صحیح اور درست ہے اور مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔

(تقدس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، ص444)

جس کتاب میں خلیل و رشید کی توہین و تردید کی گئی، اس پر حاجی صاحب نے مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ یاد رہے حاجی صاحب سنی حنفی تھے، وہابی قطعاً نہیں تھے، تفصیل کے لیئے ملاحظہ کیجئے: اصلی کون؟

علمائے دیوبند اور فتاویٰ کفر

اکابر علماء دیوبند کی عبارات کفریا لکھ کر، امام احمد رضا خان نے علماء حرمین شریفین کو بھجی تو ہاں کے جید و اکابر علماء نے ان عباراتِ کفریا پر شدید محاسبہ کیا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان پر کفر کا فتویٰ فرما کر اپنی منصبی ذمہ داری پوری فرمائی: ملاحظہ کیجئے: حسام الحرمین۔

حضرت علامہ غلام رسول حنفی قادری بہاولپوری فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، خلیل انبیٹھوی اور اشرف تھانوی بلاشک وشبہ اپنے اقوال ملعونہ خبیثہ مجموعہ کفر وضلال کے باعث یقیناً کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں توقف کرے، وہ بھی کافر و مرتد ہے۔

خواجہ صاحب کے جانشین، خطیب اسلام، حضرت مولانا محمد یار فریدی

چشتی ''حسام الحرمین'' کی تائید وحمایت میں فرماتے ہیں:

''حسام الحرمین'' سراسر حق وصواب ہے۔۔۔توہین انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین متفق علیہ کفر ہے۔(الصوارم الھندیہ،104)

ان تحریرات کی روشنی میں واضح ہوا کہ حاجی صاحب ،خواجہ صاحب ،علامہ غلام دستگیر قصوری اور امام احمد رضا بریلوی کے عقائد ونظریات میں یکسانیت ہے اور یہ تمام حضرات اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات پر قائم اور مبلغ و ناشر ہیں اور گستاخانِ رسول وہابیوں نجدیوں دیوبندیوں کی نظریات باطلہ کے خلاف متحد ومتفق نظر آتے ہیں۔

کپتان کی نقاب کُشائی

واحد بخش سیال (1995ء) نہ سنی تھے اور نہ صوفی ،غالی دیوبندی وہابی تھے اور انہی کا عقیدت کیش ہے۔جیسا کہ میں نے ثابت کیا ہے کہ انہوں نے خواجہ صاحب کی ملفوظات میں ملاوٹ کی خدمت انجام دی ہے۔

ان کا سلسلہ طریقت یوں ہے: کیپٹن واحد بخش سیال (لیاقت پور) عن الحاج پیر محمد ذوقی عن وارث حسن جھان آبادی عن مولوی رشید احمد گنگوہی۔

1940ءکو واحد بخش سیال، الحاج محمد ذوقی سے بیعت ہوئے تھے۔

(تربیت العشاق،ص49)

ذوقی کے متعلق ان کی ملفوظات میں لکھا ہے کہ آپ نے خواب میں مولانا رشید احمد گنگوہی کے ہاتھ پر بیعت کی۔(تربیت العشاق،ص495)

یہ ''ذوقی سلسلہ'' پاکستان میں سرگرم عمل ہے۔نارتھ کراچی میں ''محفل ذوقی'' سلسلہ کی ترویج واشاعت میں سرگرم ہے۔ذوقی کے مرید مولانا شہید اللہ

فریدی کی قبر نخی حسن قبرستان میں ہے، جہاں اور کیپٹن کی قبر پر خانقاہ بنائی گئی ہے، وہاں بھی ہفت روزہ محفل انعقاد پذیر ہوتی ہیں۔ مسلمانو! بھروپیوں سے ہوشیار خبر دار، سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، اس کی حفاظت کا اہتمام فرمایئے، اس کو لوٹنے کے لئے بعض پیر / شیخ نے مرشد کی صورت میں لٹیروں نے روپ اختیار کر لیے ہیں۔

ذوقی کے خلاف شرعی فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمیٰ سید محمد ذوقی جو اپنے آپ کو وارث حسن کوڑا جہان آبادی کا خلیفہ کہتا ہے اور وارث حسن اپنے آپ کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ کہتا ہے۔ ذوقی اس وقت بریلی کے ابوالقاسم کے مہمان ہیں۔ ابوالقاسم اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تو بہت کمزور ہو گیا ہے تجھ کو نماز معاف ہے۔۔۔ جو لوگ ذوقی کی تعظیم کریں یا اس کے مرید ہوئے یا ابوالقاسم کے مرید ہوئے، ایسے لوگوں سے بیعت ہونا چاہیے؟

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے جواب رقم فرمایا:

الجواب: مولوی رشید احمد گنگوہی کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین کا فتویٰ کفر مدت سے شائع ہے۔ بے شک گنگوہی اپنے اُن کفریات قطعیہ کے سبب ایسا ہے کہ جو اس کے اس اخبث شنیع کفریات یا ان میں سے کسی ایک ہی پر مطلع ہو کر اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر۔

اگر وہ شخص ادعا کرے کہ وہ محض بے خبر ہے، اسے آج تک اس کے ایسے اشنع حال کی اطلاع نہ ہوئی، نادانستہ وہ اس کے سلسلہ میں منسلک ہو گیا۔ تو

آج گنگوہی کے کفریات اس پر پیش کیئے جائیں، اگر انہیں دیکھ کر وہ بے تامل اسے کافر مان لے اور اس سے بیزاری کا اظہار کر دے اور اس بیعت کو اب بیعت نہ مانے، جب تو یہ سمجھا جائے کہ واقعی یہ شخص بے خبر تھا اور اگر اب مطلع ہو کر بھی اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ اسی کی رسی میں گرفتار ہے۔

ابوالقاسم کا قول کفر صریح ہے کہ حضور پُرنور سید عالم ﷺ پر عمداً افترا قبیح یہ یوں بھی کفر ہے اور فرضیت نماز کا انکار ہے۔ یوں بھی اس کے قائل کے کار مستحق عذاب نار ہونے میں کیا شک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

بد مذہب (ذوقی) کی تعظیم بھی حرام ہے۔ جو لوگ ذوقی ایسوں سے بیعت ہوتے ہیں، وہ شیطان کے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ بدعقیدگی سے توبہ نہ کریں، مسلمان ان سے میل وجول موقوف رکھیں۔ واللہ الھادی۔ (فتاویٰ مصطفویہ)

ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی، اسی طرح ہر شیخ صحیح العقیدہ نہیں جبکہ اس طرح جعل سازی ہونے لگے، اس لیے مسلمان بیعت ہونے سے پہلے پہلے اس کا سلسلہ طریقت اور لیٹریچر کا ضرور مطالعہ کر لیا کریں تا کہ کھوٹے اور کھرے میں مکمل آگاہی ہو سکے۔

دیکھیئے ذوقی سلسلہ کے مبلغ کیپٹن واحد بخش سیال (جس نے تصوف کی کئی کتب پر کام کیا ہے) نے خواجہ صاحب کی ملفوظات پر ڈاکہ ڈالا وہابیوں مولویوں کا تذکرہ کر کے خواجہ صاحب کو ان کا ہم مسلک ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جبکہ خواجہ صاحب نے وہابیوں کے خلاف سخت ایکشن لے کر مناظرہ میں صدر مناظرہ بنے۔ یہ ساری کوشش اس لیے ہو رہی تھی کہ وہ جعلی صوفی (ذوقی) اصل میں وہابی تھا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت پر قائم رکھے۔ آمین

حضرت علامہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی صاحب کی ایمان افروز علمی تحقیقی اور انقلابی تصانیف

۱۔ انوار امام اعظم حنیفہ ﷺ (۲۵ مقالات پر مشتمل مجموعہ) مکتبہ امام غزالی کراچی 2003ء

۲۔ انوار علماء اہل سنت (سندھ) (۳۰۰ سے زائد علماء سندھ کے حالات وخدمات) زاویہ پبلشرز لاہور

۳۔ شہباز ولایت (حضرت لعل شہباز قلندر) السادات اکیڈمی لاڑکانہ ۱۹۹۸ء طبع دوم 2005

۴۔ قاسم ولایت (حضرت خواجہ مشوری سرکار) درگاہ مشوری شریف ۱۹۹۹ء

۵۔ آفتاب ولایت (حضرت پیر سائیں روزے دھنی) السادات اکیڈمی کراچی 2005

۶۔ شاہکار ولایت (حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی احوال وافکار)

۷۔ انوار ولایت (پیر سائیں پٹ دھنی، تجر دھنی، جھنڈے دھنی) عرف مشائخ راشدیہ

۸۔ سندھ کے دو مسلک (اہل سنت اور وہابیت ایک جائزہ) ادارہ پیغام رضا کراچی، حیدر آباد ۱۹۹۵ء

۹۔ اصلی کون؟ (اتحاد بین المسلمین کا داعی)

۱۰۔ تحریک بالاکوٹ تاریخ کی نظر میں (تحریک متعلق تحقیقی مقالات کا مجموعہ)

سندھی کتب

۱۱۔ روشن صبح (حضرت امام حسین اور رد شیعیت) السادات اکیڈمی لاڑکانہ 2000ء

۱۲۔ رفع یدین آخر کیوں؟ (انجمن پیغام رضا حیدر آباد)

۱۳۔ سندھ میں اہل سنت اور اہل شیعیت ایک جائزہ (السادات اکیڈمی لاڑکانہ)

۱۴۔ میلاد شریف پر عربی میں تحریر کردہ کتابوں کا تعارف

۱۵۔ امروٹی جو اصلی روپ (مولوی تاج محمد امروٹی دیوبندی) دار العلوم نعیمیہ دستگیر کراچی

۱۶۔ زین الایمان

۱۷۔ زین النعت (سندھی نعتیہ شاعری کا انتخاب)

استخارہ کا مرکزی اجتماع

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی | **بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی**

مرکزی ماہانہ استخارہ عوامی اجتماع حیدرآباد میں پیر طریقت، زینت اہل سنت، عالمی روحانی اسکالر حضرت مولانا پیر سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی تشریف لاتے ہیں اپنی قلبی پریشانیوں، گھریلو ناچاقیوں اور کاروباری الجھنوں میں استخارہ کرواسکتے ہیں۔

☆ کاروبار کی ترقی ☆ خوشحالی ☆ اولاد کا نہ ہونا ☆ اصلاح اولاد ☆ یرقان ☆ میاں بیوی میں محبت ☆ نفسیاتی ☆ لاعلاج امراض ☆ ہیپاٹائٹس ☆ دماغی امراض شوگر قرض کی ادائیگی ☆ روزی میں برکت ☆ بچیوں کے نیک رشتے ☆ امتحان میں کامیابی کا روحانی علاج ☆ دل کا دورہ ☆ آسیب ☆ بندش ☆ جادو کا توڑ کے سلسلہ میں رجوع کرسکتے ہیں

تاریخ:	ہر ماہ (انگریزی) کی دوسری جمعرات اور جمعہ۔
ٹائم:	بعد نماز عصر تا 10 بجے رات۔

محفل

بروز جمعہ بعد نماز مغرب حلقہ ذکر شریف مراقبہ اور سائلین کے لئے جامع دعا کرائی جاتی ہے۔ اس کے بعد لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

آستانہ زین الاسلام

حیدر چوک گاڑی کھاتہ حیدرآباد سندھ

0343-5237887, 0312-3019149

Email: Zainulislamhyd@yahoo.com